اداریہ

ادب کی دنیا میں تحقیق و تنقید کی اہمیت اور افادیت ہے تاہم تخلیق کی حیثیت بنیادی نوعیت کی ہے۔ شعری و نثری تخلیقات کی عدم موجودگی کی صورت میں تحقیق و تنقید کا عمل اپنا جواز ہی کھو دیتا ہے۔ محقق کسی تخلیق کی دریافت یا بازیافت اُسی صورت میں کر سکتا ہے جب وہ اپنا وجود رکھتی ہو۔ اسی طرح نقاد بھی کسی تخلیقی متن کی قرأت کے بعد ہی اُس کے مقام و مرتبے کے تعین کا اہتمام کر سکتا ہے یا اس کے بطون میں موجود معانی کے مختلف تخلیقی و تشکیلی زاویوں کو اُبھارنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ سو یہ بات طے ہوئی کہ کسی سماج میں کارِ ادب، معیارِ ادب اور رفتارِ ادب کا دارومدار تخلیقی سوتوں کے جاری و ساری رہنے پر ہے۔ اِن تخلیقی سرچشموں کے پھوٹتے رہنے اور رواں رہنے کا انحصار خیال کی تازگی پر ہے۔ اگر کسی سماج میں نئے اور تازہ خیال کے پیدا ہونے اور پھلنے پھولنے میں بے جا رکاوٹیں در آئیں تو تخلیقی سوتوں کے خشک ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ سوال یہ ہے کہ تخلیقِ شعر و ادب کے ساتھ ساتھ زندگی کے دیگر شعبوں میں بھی کیا ہم ایسی ہی کسی صورتِ حال کے قریب تر نہیں ہوتے چلے جا رہے ہیں؟

مُدیران